حکمت رفاعی

محمد عبداللہ قریشی

پہلی جنگ عظیم کے شروع ہوتے ہی اقبال نے فرد کی خودی بیدار کرنے کے لیے مثنوی اسرار خودی اور اس کے سال ڈیڑھ سال بعد جماعت کی خودی کے استحکام کی خاطر مثنوی رموز بے خودی تصنیف کی یہ پہلا موقعہ تھا کہ شیخ احمد کبیر رفاعی کا نام ہمارے سامنے آیا اور اقبال نے بڑے احترام کے ساتھ رموز بے خودی (صفحہ 149) میں ان کی تعلیمات کے متعلق ان خیالات کا اظہار کیا:

شیخ احمد سید گردون جناب
کاسب نور از ضمیرش آفتاب
گل کہ می پوشد مزار پاک او
لا الہ گویان دمہ از خاک او
با مریدے گفت اے جان پدر
از خیالات عجم باید حذر
زانکہ فکرش گرچہ از گردون گذشت
از حد دین نبی بیرون گذشت
اے برادر این نصیحت گوش کن
پند آن آقای ملت گوش کن

قلب را زیں حرف حق گردان قوی
با عرب در ساز تا مسلم شوی

اقبال نے اگرچہ ان مثنویوں کی اشاعت سے پہلے مسلمانوں کو ان کے مطالب و مقاصد سمجھانے کی کوشش کی تھی مگر ان کا بیان اور علم کلام عام سطح سے بلند تھا، اس لیے اس وقت کی زوال پذیر قوم کے ذہن ان سے پوری طرح متاثر نہ ہو سکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پہلی مثنوی اسرار خودی شائع ہوتے ہی عجمی تصوف کے حامی صوفیوں، روایتی شاعری کے دلدادوں اور یونان کے فرسودہ فلسفہ اشراق کے ماننے والوں نے اسے بیک وقت تصوف، شاعری اور فلسفے کے خلاف اعلان جنگ قرار دیا، خم ٹھونک کر میدان مقابلہ میں اتر آنے اور قلمی ہنگامہ شروع کر دیا اس میں صوفی، غیر صوفی، سجادہ نشین اور اقبال کی شاعری سے خار کھانے والے شاعر اور ادیب سبھی شامل تھے۔ خوب بحث ہوئی اور مخالف و موافق دونوں گروہوں کی جانب سے اپنی اپنی بساط اور صلاحیت کے مطابق حقائق و معارف اور دلائل و براہین کے دریا بہائے گئے۔

یہ معرکہ اس لحاظ سے خاص اہمیت کا حامل ہے کہ اس کی بدولت اقبال کا فلسفہ خودی مقبول خاص و عام ہوا اقبال نے خود بھی اس بحث میں حصہ لے کر اپنی قابلیت کے جوہر دکھائے اور ہر اعتراض کا جواب نہایت وضاحت اور جامعت سے دیا۔ اس سلسلے میں اقبال کے کئی مضمون اردو اور انگریزی اخباروں میں شائع ہوئے ایک انگریزی مضمون بعنوان Islam and Mysticism (اسلام اور تصوف) لکھنو کے اخبار نیوایرا (New Era) کی 28 جولائی 1917 کی

اشاعت میں منظر عام پر آیا اس مضمون میں اقبال نے اس بات پر زور دیا کہ موجودہ تصوف انسان کو دنیا میں سعی سے روکتا ہے اور یہ کہ عجم نے عرب کا مذاق خراب کر دیا۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اقبال نے یہ مضمون شیخ احمد کبیر کے رسالہ الحکم الرفاعیہ کا تعارف کرانے کے لیے ہی لکھا تھا اور اقبال کا مضمون اسی رسالے کی صدائے بازگشت ہے اقبال فرماتے ہیں:

''آج کل کا مسلمان یونانی و ایرانی تصوف کی ان تاریک وادیوں میں بے مقصد و مدعا ٹامک ٹوئیے مارتے پھرنے کو ترجیح دیتا ہے جس کی تعلیم یہ ہے کہ گردو پیش کے حقائق ثابت سے آنکھیں بند کر لی جائیں اور توجہ اس نیلی پیلی اور سرخ روشنی پر جما دی جائے، جسے ''اشراق'' کا نام دے دیا گیا ہے یہ درحقیقت دماغ کے ان خانوں سے پھوٹ کر نکلتی ہے جو ریاضت کی کثرت و تواتر کے باعث ماؤف ہو چکے ہیں میرے نزدیک یہ خود ساختہ تصوف اور یہ ''فنائیت'' یعنی حقیقت کو ایسے مقام پر تلاش کرنا جہاں اس کا موجود ہی نہ ہو، دراصل ایک بدیہی علامت ہے جس سے عالم اسلام کے رو بہ انحطاط ہونے کا سراغ ملتا ہے''

''دنیائے قدیم کی تاریخ ذہنی کے مطالعے سے یہ نہایت اہم حقیقت آپ پر منکشف ہو جائے گی کہ ازوال پذیر قوموں اور گروہوں نے ہر دور میں اس خود ساختہ تصوف اور فنائیت کے اوٹ میں پناہ لی ہے جب روح حیات فناح ہو جاتی ہے اور زمان و مکان کے مسائل سے دست و گریبان ہونے کی ہمت باقی نہیں رہتی تو داعیان انحطاط ایک مزعومہ ولایت و سرمدیت کی تلاش میں لگ جاتے ہیں اس طرح اپنے معاشرے کی روحانی بے مائیگی اور جسمانی فرسودگی کو آخری مرحلے پر

پہنچا دیتے ہیں وہ بظاہر ایک لبھا لینے والا نصب العین وضع کر لیتے ہیں، جس کے فریب میں مبتلا ہو کر صحت مند اور قوی افراد بھی رفتہ رفتہ موت کی آغوش میں پہنچ جاتے ہیں اسلامی معاشرے کا نظام ایک خاص نوعیت کا ہے جسے اوہام و وساوس کے ان ماتوں نے شدید نقصان پہنچایا ہے۔ بہ حیثیت ایک معاشرے کے ہماری تخلیق اس حقیقت پر مبنی ہے کہ اجتماعی ترتیب و تنظیم میں نسل و زبان کے امتیازات پر خط نسخ کھینچ دیا جائے یہ مقصد اسی صورت میں پایہ تکمیل تک پہنچ سکتا ہے کہ ہم اپنے آپ کو اس نظام شریعت کے تابع رکھیں جو اصلاً الہامی مانا جاتا ہے لیکن قدیم صوفیہ کا عقیدہ یہ تھا کہ شریعت کی حیثیت تو محض ایک مظہر کی تھی اور وہ خفیہ خفیہ اس کی تلقین بھی کرتے رہے۔ یعنی کہتے رہے کہ یہ حقیقت کا ایک قشر اور ایک پردہ ہے اور حقیقت تک پہنچنے کا ذریعہ شریعت سے الگ ہے اکثر حالتوں میں شریعت کی پابندی قائم رکھی گئی تھی کہ اجتماعی نفرین سے بچے رہیں، اگر چہ اس کی حیثیت ایک پردے ہی کی رہی۔ اسلامی فکر و ادب کا مطالعہ کرنے والا کوئی فرد اس اعتراف میں شامل نہ ہوگا کہ شریعت سے اعتراض کا رجحان اسی چھوٹے تصوف کا براہ راست نتیجہ ہے جو عجمی دل و دماغ کی پیداوار ہے، حالانکہ شریعت ہی اسلامی معاشرے کو منظم و مرتبط رکھنے کا واحد ذریعہ ہے۔"

"یوں اسلامی جمہوریت رفتہ رفتہ اپنے اصل مقام سے ہٹتی گئی اور اسے ایک نوع کی روحانی امرائیت کا غلام بنا دیا گیا۔ یہ امرائیت ایسے علم و قوت کی مدعی تھی جس کے دروازے عام مسلمانوں پر بند تھے اسلام کو عجمیت کا لباس پہنا دینے کا یہ خطرہ ایک بڑے مسلمان بزرگ شیخ احمد رفاعی نے واضح طور پر بھانپ لیا تھا انہوں

نے عبدالسمیع ہاشمی کو ایک مکتوب میں تحریر فرمایا تھا: ''خبردار! اہل عجم کی زیادتیوں سے دھوکا نہ کھانا کہ ان میں سے بعض حد سے تجاوز کر گئے ہیں، ایک اور مقام پر بزرگ موصوف نے عجمی تصوف کی جڑ پر ضرب لگاتے ہوئے (یعنی ظاہر و باطن اور مجاز و حقیقت، جس کی طرف میں نے اوپر اشارہ کیا ہے) فرمایا ہے: شیخ وہ ہے جس کا ظاہر و باطن شرع ہو۔ طریقت عین شریعت ہے جھوٹا اس فرقے کو نجات سے آلودہ کرتا ہے اور کہتا ہے باطن اور ہے ظاہر اور ہے مسلمانان اندلس ارسطالیسی روحیت سے آگاہی کے باعث مغربی اور وسطیٰ ایشیا کے ضعف انگیز اثرات فکر کے دائرے سے باہر تھے وہ ایشیا کی مسلم قوموں کے مقابلے میں روح اسلام سے قریب تر تھے۔ آخرالذکر قوموں نے عربی اسلام کو عجمی تخیلات میں ڈھلنے دیا، یہاں تک کہ وہ اپنی حقیقی و اصلی حیثیت سے بالکل محروم ہو گیا۔ تسخیر ایران کا نتیجہ یہ نہ نکلا کہ ایران اسلام کا حلقہ بگوش بن گیا بلکہ یہ نکلا کہ اسلام ایرانیت کے رنگ میں رنگا گیا۔

''مغربی اور وسطیٰ ایشیا کے مسلمانوں کی تاریخ کا مطالعہ دسویں صدی عیسوی کے بعد سے کیجئے، جو کچھ میں اوپر لکھ چکا ہوں اس کے ایک ایک حرف کی تصدیق و توثیق ملے گی انحطاط کے سحر کی کیفیت یہی ہے، جن ہاتھوں سے ہم زہر کا پیالہ پیتے ہیں، انہی کو چومتے ہیں۔''

''واضح رہے کہ اسلام کا آفتاب تاریخ کے روز روشن میں افق پر جلوہ گر ہوا۔ ہمارے جمہوریت پرور پیغمبر اعظم نے عاقل و دانش مند اصحاب میں زندگی بسر کی اور انہی میں کام کرتے رہے۔ ان اصحاب نے ایک ایک لفظ آنے والی نسلوں تک

پہنچا دیا جو اس پیغمبر اعظم کی مقدس و بابرکت زبان پر جاری ہوا۔ حضور کی تعلیمات میں کوئی بھی چیز نہیں جسے مخفی کہا جا سکے۔ قرآن مجید کا ایک ایک لفظ زندگی کی مسرت اور روشنی سے لبریز ہے یہ تاریکا ور قنوطیت افزا تصوف کے لیے وجہ جواز مہیا کرنے ہی سے پاک و مبرا نہیں بلکہ ان تمام مذہبی تعلیمات کے خلاف کھلا ہوا جارحانہ اقدام ہے، جنہوں نے صدیوں تک عالم انسانیت کو مبتلا ئے فریب رکھا۔''

پھر آیئے! دنیا کے حقائق کو خوشی خوشی قبول کیجئے خدا اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال و عظمت کی خاطر ان حقائق سے عہدہ برآ ہونے کی سعی و کوشش میں مصروف ہو جایئے اس شخص کی بات پر کان نہ دھریے جو کہتا ہے کہ اسلام میں کوئی مخفی اصول بھی ہے جسے محض ناشناساؤں پر منکشف نہیں کیا جا سکتا۔ اسی پر جھوٹے مدعیوں کے اقتدار اور آپ کی غلامی کا انحصار ہے۔

''دیکھیے کس طرح رومی مسیحیت کی روح نے اپنے گردو پیش مستحکم حصار تعمیر کر لیے تا کہ اس کی تاریک مملکتیں تاریخ نگاروں کے ممکن حملوں سے محفوظ رہیں ایسے ہی لوگوں نے تاریخ اسلام سے آپ کی ناواقفیت کی بنا پر فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کو غلام بنا رکھا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ تاریخ کی روشنی کبھی نہ کبھی اس کی تعلیمات کے دھندلکے کو آپ کی ذہنی فضا سے زائل کر دے گی لہذا وہ آپ کو سکھاتے ہیں کہ حسی ادراک حجاب اکبر ہے (العلم حجاب الاکبر) حسی ادراک کے یہ دشمن آپ کے احساس حقائق کو کند کرتے ہیں اور علم تاریخ کی بنیادیں کھوکھلی کر دیتے ہیں۔''

''نوجوان مسلمانو! اس شعبدہ بازی سے خبردار رہو شعبدہ بازوں کی کمند بڑی

مدت سے تمہاری گردنوں میں پڑی ہوئی ہے دنیائے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا انحصار اس پر ہے کہ بڑی سختی سے غیر مصلحانہ انداز کی اس توحید کو اپنا لیا جائے جس کی تعلیم تیرہ سو سال پیشتر عربوں کو دی گئی تھی عجمیت کے دھندلکے سے باہر نکلو اور عرب کے درخشاں صحرا کی روشن فضا میں آ جاؤ''

یہی بات اقبال نے پیام مشرق کی ایک غزل (5-194) میں اس طرح کہی ہے۔

فریب کشمکش عقل دیدنی دارد
کہ میر قافلہ و ذوق رہزنی دارد

نشان راہ ز عقل ہزار حیلہ مپرس
بیا کہ عشق کمالے ز یک فنی دارد

دگر بہ دشت عرب خیمہ زن کہ بزم عجم
مے گزشتہ و جام شکستنی دارد

یہ دوسرا موقعہ تھا کہ شیخ احمد کبیر رفاعی کے رسالہ ''الحکم الرفاعیہ'' کی اہمیت و افادیت ہم پر منکشف ہوئی اور ہمارے دل میں ان سے عقیدت کا جذبہ پیدا ہوا اصل رسالہ عربی زبان میں تھا عربی سے فارسی میں منتقل ہوا اور قسطنطنیہ میں چھپا پھر اسی فارسی متن سے مولوی عبدالحلیم شرر نے اردو ترجمہ کیا جو 1912 میں دلگداز پریس لکھنو سے طبع ہوا یہی اردو ترجمہ ان دنوں اقبال کے زیر مطالعہ تھا اور وہ اس سے بے حد متاثر تھے مگر اب یہ مدت سے نایاب تھا اور بازار میں کسی قیمت پر بھی نہیں ملتا تھا اقبال اکیڈمی کراچی نے کہیں سے اس کا ایک نسخہ ڈھونڈ نکالا اور اپنے

مجلّہ ''اقبال ریویو'' میں شائع کر دیا

شیخ احمد کبیر رفاعی کے حالات کی ٹوہ لگائی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ خاندان رفعایہ کے سر گروہ تھے عباسی خلیفہ مسترشد باللہ کے عہد میں 15 رجب المرجب 118/512 کو قریہ حسن میں پیدا ہوئے یہ جگہ قصبہ ام عبیدہ کے قریب واسط اور بصرہ کے درمیان واقع ہے آپ حسینی سید تھے، کنیت ابو العباس اور لقب محی الدینت ھا علامہ ابومحمد ضیاء الدین احمد وتری موصلی نے اپنی کتاب '' روضتہ الناظرین'' میں آپ کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا ہے:

''سید احمد کبیر بن سید علی بن سید حسن رفاعہ الہاشمی المکی مقیم اسبیلی بن سید احمد اکبر صالح بن سید موسیٰ ثانی بن سید ابراہیم مرتضیٰ بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین ابن حضرت علی بن ابو طالب''

آپ کے اجداد میں ایک صاحب حسن مکی تھے جو سلطان مہدی کے نام سے معروف تھے۔ ان کا لقب رفاعہ تھا جس کے معنی بلند آواز ہونا ہے اسی نسبت سے ان کو رفاعی کہا جاتا ہے قریہ حسن اور ام عبیدہ وغیرہ جس علاقے میں واقع تھے، اس کو البطائحی کہتے تھے اس لحاظ سے یہ البطائحی بھی مشہور ہیں شیخ کے کوئی بزرگ مکہ سے ہجرت کر کے 929/318 میں ہسپانیہ چلے گئے تھے وہاں سے شیخ احمد کبیر کے دادا 1058/450 میں بصرہ آ گئے۔ اس لیے انہیں مغربی بھی کہا جاتا ہے۔

ابن خلقان نے شیخ احمد کبیر کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ اتنا مختصر ہے کہ اس سے ان کی کوئی واضح تصویر سامنے نہیں آتی علامہ ذہبی نے تاریخ اسلام میں کس قدر

تفصیل سے لکھا ہے یہ حالات انہوں نے محی الدین احمد بن سلیمان الحمامی کی کتاب المناقب سے لیے ہیں جو انہوں نیا پنے ایک مرید کو 1281/280 میں لکھوائے تھے

سید احمد کبیر میں بچپن ہی سے صلاحیت و سعادت مندی اور زہد و اتقا کے آثار پائے جاتے تھے جب ذرا ہوش سنبھالا تو کھیل کود کی طرف بھی مطلق توجہ نہ کی اسی سبب سے بہت تھوڑی مدت میں بہت کچھ حاصل کر لیا پانچ برس کی عمر تک اپنے والدین کے سایہ عاطفت میں پروان چڑھے اور انہی کی نگرانی میں شیخ عبدالسمیع الحر بونی سے قرآن مجید حفظ کیا۔

1125/519 میں آپ کے والد کسی ضرورت سے بغداد گئے جہاں ان کا انتقال ہو گیا اور آپ بے سہارا رہ گئے آپ کے ماموں شیخ منصور بطائحی نے آپ کو اور آپ کی والدہ کو اپنے پاس بلا لیا اور تعلیم و تربیت کے لیے ابوالفضل شیخ علی قاری واسطی کی خدمت میں واسط بھیج دیا واسط وہ شہر ہے جس کو حجاج بن یوسف ثقفی نے 702/83 میں آباد کیا تھا۔

بیس برس کی عمر میں آپ نے شافعی مذہب کے مطابق تمام علوم عقلیہ و نقلیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، معانی، منطق اور فلسفہ وغیرہ کی تکمیل کر لی۔ شیخ علی واسطی کے علاوہ آپ شیخ ابو بکر واسطی اور شیخ عبدالملک الحربونی کے درس میں بھی شریک ہوئے اور سند فراغ حاصل کی اس کے بعد آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور ساتھ ہی ساتھ اپنے ماموں شیخ باز الاشہب منصور بطائحی سے علوم تصوف میں کمال حاصل کیا خرقہ سجادگی پہن کر جب آپ نے خانقاہ ام عبیدہ میں خلق اللہ کو

فائدہ پہنچانا شروع کیا تو آپ کے زہد و اتقا اور پارسائی کا شہرہ سن کر خلقت ٹوٹ پڑی اور علما و فقرا کا ایک جم غفیر آپ کے گرد و پیش رہنے لگا آپ کا سلسلہ طریقت حضرت جنید بغدادی سے ملتا ہے خانقاہ میں لنگر کا انتظام بھی آپ کے سپرد تھا 1144/539 میں **آپ کے ماموں** نے آپ کو اپنا جانشین نامزد کیا اور اس سے اگلے ہی برس شیخ منصور کا انتقال ہو گیا اس وقت آپ کی عمر صرف اٹھائیس برس تھی۔

شیخ احمد کبیر کے اخلاق و عادات تمام و کمال اخلاق محمدی کا نمونہ تھے عجز و انکسار، مسکینی و تواضع آپ میں حد سے زیادہ تھی خود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سلوک و معرفت کے سب طریقے دیکھے اور ان پر غور کیا لیکن تواضع اور انکسار سے بہتر کوئی طریقہ نظر نہ آیا، اس واسطے میں نے اسی کو اپنے لیے پسند کیا اتباع سنت کے آپ خود بھی پابند تھے اور خدام کو بھی یہی تاکید فرمایا کرتے تھے دنیا دار صوفی مشرب لوگوں نے جو باتیں خلاف شرع ایجاد کر رکھی تھیں آپ ہمیشہ ان کو مٹانے کی کوشش فرماتے اور بدعتوں سے سخت نفرت کرتے تھے۔

آپ نے 66 برس اس دنیا میں رہ کر خلق خدا کی خدمت کی متاہل زندگی بھی گزاری، تین لڑکوں کے علاوہ بہت سی لڑکیاں پیدا ہوئیں۔لڑکے تو آپ کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے، لڑکیاں عمر طبعی کو پہنچیں آپ نے 22 جمادی الاولی 23/578 ستمبر 1182 کو سفر آخرت اختیار کیا اور ام عبیدہ کی خانقاہ میں دفن کیے گئے جس میں آپ کے نانا کا مزار تھا سید سراج الدین رفاعی نے ایک شعر میں آپ کی ولادت اور وفات کی تاریخ اور عمر بتلائی ہے:

ولادتہ	بشریٰ	واللہ	عمرہ
وجاہتہ	للبشریٰ	للہ	بالقرب	والزلفی

آپ کی ولادت خدا کی طرف سے بشارت تھی اور آپ کی عمر اللہ کے واسطے تھی اور آپ کے تقرب الٰہی کی بھی خدا نے خوشخبری دی تھی۔

لفظ بشریٰ سے 512 تاریخ ولادت نکلتی ہے لفظ اللہ کے 126 عدد آپ کی عمر ظاہر کرتے ہیں اور بشریٰ اللہ سے سال وفات معلوم ہوتا ہے۔

تصنیف و تالیف کی طرف خاص توجہ نہ تھی البتہ اکثر خاص مجالس میں اور کبھی کبھی عام مساجد میں وعظ فرمایا کرتے تھے، یا روزمرہ کی گفتگو میں خلفا کو پندو نصائح کیا کرتے تھے جس کو آپ کی اجازت یا ایماء سے آپ کے خدام قلم بند کر لیتے تھے گفتگو کا انداز بہت موثر تھا، باتیں دل میں گھر کرتی چلی جاتی تھیں۔ اس طرح ترتیب دیے ہوئے چند رسالے اور کتابیں آپ کی یادگار ہیں۔ مثلاً مجالس الاحمدیہ، کتاب الحکم، آثار النافعہ، الحکم الساطعہ، البرہان المؤید، مارگولتھ نے دیوان اشعار، مجموعہ مناجات (ادعیہ) اور مجموعہ اوراد بھی آپ کی یادگار ظاہر کی ہیں۔

اب تک آپ کی صرف دو کتابیں اردو میں منتقل ہوئی ہیں کتاب البرہان المؤید کا اردو ترجمہ حافظ ظفر احمد عثمانی تھانوی نے بنیان المشید کے نام سے شائع کیا ہے اور رسالہ الحکم الرفاعیہ کا مولوی عبدالحلیم شرر نے رسالہ الحکم اگرچہ بہت مختصر ہے مگر شروع سے آخر تک عالمانہ پندو نصائح سے لبریز ہے اور

---

1 انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، جلد 3

صوفیانہ حقائق و معارف کا بیش بہا گنجینہ ہے پند و نصائح کے مخاطب اول

اگر چہ شیخ احمد کبیر کے مرید خاص شیخ عبدالسمیع ہاشمی واسطی رحمۃ اللہ علیہ ہیں پھر بھی یہ نصیحتیں عام ہیں اور سب کے لیے مفید و نافع ہیں۔

الحکم میں تصوف کی حقیقت، صوفیوں اور عارفوں کی پہچان، شریعت و طریقت کی وحدت و یگانگت، صوفیائے عظام اور علمائے کرام کے باہم اختلاف کی مذمت بہت اچھی طرح بیان کی گئی ہے صوفیا کو علم اور علما کے احترام اور علما کو صوفیا اور طریقت کی تعظیم کی تلقین کی گئی ہے مسئلہ سماع کی حقیقت کو ایسا بے نقاب کیا ہے کہ شاید ہی کسی کتاب میں ایسا کیا گیا ہو مراقبہ، موت اور یاد آخرت کی بہت زیادہ ترغیب دی گئی ہے صحت عقاید اور اتباع سنت و تواضع اور عبدیت پر بہت زور دیا ہے مختصر اور پر مغز نصائح ایسے عجیب اور دلکش پیرایہ میں بیان کیے ہیں کہ پڑھتے پڑھتے ہی دل میں اترتے چلے جاتے ہیں آخر میں کچھ علوم کشفیہ بھی ہیں جن میں نفس و روح کی تحقیق ہے اسی بنا پر اس رسالے کو بار بار پڑھنے اور اس کی تعلیمات وحدت و محبت کو دل میں جگہ دینے کی ضرورت ہے دیکھیے شیخ بزرگ کتنی محبت اور دل سوزی سے حکمت کے موتی لٹاتے ہیں:

''بھائی! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہو اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو اور یہ چاہتا ہوں کہ اس نصیحت کو، جو تمہارے حق میں اور ان لوگوں کے حق میں جو تمہارے مثل ہوں بہ خوبی مفید ثابت ہوگی، پورے شوق سے قبول کرو۔''

''دو چیزیں دین میں ترقی دلاتی ہیں: ایک تنہائی میں ذکر کرنا اور دوسرے نعمت الٰہی کا حد سے زیادہ تذکرہ کرنا انسان کی حالت اس کے دوستوں اور ہم صحبتوں

کے دیکھنے سے معلوم ہو جاتی ہے لوگ جو سختیاں برداشت کرتے اور کم وزیادہ کی فکر میں رہتے ہیں یہ سب حکومت اور شہرت کی بدولت ہے اور یہی دو چیزیں لوگوں کا مقصود ہیں۔''

''جو حقیقت شریعت سے جدا ہو وہ زندقہ ہے معرفت خداوندی کی انتہا یہ ہے کہ بغیر چون و چرا کے اور بغیر کسی مقام وجگہ کے ساتھ خدا کی تخصیص کیے اس کی ہستی کا یقین ہو جائے جن لوگوں کی نگاہ کے سامنے سے پردہ نہیں ہٹا ہے ان کے نزدیک مرض موت کی شدت کا زمانہ معرفت الٰہی کی پہلی گھڑیاں ہیں اور اسی لیے ہم سے کہا گیا ہے: موتوا قبل ان تموتوا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) موت آتے ہی پردہ اٹھا دیتی ہے''

''جھوٹا وہ ہے جس کی بنیاد بدعتوں پر ہے اور عقلمند وہ ہے جو بدعات سے پاک ہو انسان کامل خدا کے سوا ہر چیز کو ترک کر دیتا ہے مخلوقات میں جتنے ہیں وہ نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ فائدہ، بلکہ خدا کے بندوں کے سامنے حجاب بنے ہوئے ہیں اس حجاب کو جو اٹھا دیتا ہے وہ اپنے خالق تک جا پہنچتا ہے خدا کے سوا کسی اور چیز پر بھروسہ کر لینا ہی خوف ہے اور خدا کا خوف دوسروں کی طرف سے بے خوف کر دیتا ہے ہر حالت کے نیچے ایک حالت ربوبیت موجود ہے، اگر تو اسے پہچانتا ہوتا تو جانتا کہ تیرا ہاتھ پاؤں مارنا اور تیرا سکون دونوں اسی سے علاقہ رکھتے ہیں اور تجھ پر وہ مسلط ہے۔''

''وقت تلوار کے مثل ہے جو اس سے مقابلہ کرے اسے کاٹ ڈالتا ہے''

''شیخ کے مکان کو حرم، اس کی قبر کو صنم اور اس کے حالات کو آلات معرفت قرار

دے کر دین کو برہم نہ کر، انسان وہ ہے جس پر پیر کو فخر و ناز ہو نہ وہ جو پیر پر فخر کرے۔"

"اس کے کلام کے پاس ہرگز نہ جانا جسے بعض صوفی وحدت الٰہی کے بارے میں زبان سے نکالتے ہیں اور نعمت ہائے ربانی کے اعتراف و اقرار میں ہرگز کوتاہی نہ کرنا، اس لیے کہ گناہوں کا پردہ کفران نعمت کے پردے سے پھر بھی غنیمت ہے۔"

"کسی شخص کو تو اگر ہوا میں اڑتا دیکھے تو بھی جب تک تو اس کے اقوال و افعال کو شرع کی ترازو میں نہ تول لے، اس کا اعتبار نہ کر اور گروہ صوفیا کے ہر قول و فعل سے خبردار! انکار نہ کرنا، ان کے حالات کو تو انہیں پر چھوڑ دے اگر شرع شریف ان کے معاملے میں مخالف نظر آئے تو ایسی صورت میں تو پابند شرع رہ۔"

"اس زمانے کے لوگ جادوگری، کیمیا گری، وحدت کا نام لینے، زیادہ باتیں بنانے اور جھوٹے دعوے کرنے کے ذریعے سے اپنی گردن اونچی کرتے ہیں۔ خبردار! ایسے لوگوں کے پاس نہ پھٹکنا، اس لیے کہ وہ اپنے پیروؤں اور اپنے پاس والوں دو دوزخ اور غضب الٰہی کی طرف کھینچے لیے جاتے ہیں اور خدا کے دین میں ایسی چیز داخل کر رہے ہیں، جو اس میں نہیں ہے۔"

"اے بھائی! جان لے کہ تعلیم نے تجھے مدہوش کر دیا ہے میں نے زمانہ اور اہل زمانہ کو آزمایا، اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کیا، شرع شریف کی خدمت کی، اہل صفا کی صحبت سے فائدہ اٹھایا میری نصیحت قبول کر کیونکہ یہ اس خلوص و محبت سے نکلی ہے جو مجھے تیرے ساتھ ہے، بہت سے سننے والے کہنے والے سے زیادہ دانا بھی ہوتے ہیں۔"

Iqbal Review

ournal of the iqbal Academy Pakistan

This journal is devoted to reserch studies on the life, poetry and thought of iqbal and on those branches of learning in which he was intrested: Islamic studies, Philosphy, History, Sociology, Comparative Religion, Literature, Art, and Archaeology, etc, etc.

Published alternatily

in

English and urdu

☆

Subscription

(for four issues)

Pakistan Rs.12.00

Foreign Countries 30s or $4.00

Price per copy

Rs 3.00

Rs of $ 1.00

All contributions should be addressed to the Editor, iqbal Review, 43-6/D, Block No. 6, P.E.C.H Society, Karachi-29 the academy is not responisble for loss of any article in any manner whatsoever. No articles are returned unless accompained with a stamped envelope.

Published by Mr. B.A. Dar, Director, Iqbal Academy, Pakistan, Karachi

Printed at zarreen Art Press, 61 Railway Road, Lahore.

Iqbal Review

journal of the iqbal Academy Pakistan

January 1968

In this issue

Ibn Rushd,s Fasl al-Maqal

Ur.Tr.Ubaidullah Qudsi

Letter to Shaikh Ahmad

Sirhindi by Shaikh Abdul Haq Ur.Tr. by

s. Mazhar ali

Wisdom of Rifa,i M. Abdullad Quraishi

The Iqbal Academy Pakistan

KARACHI

☆☆☆☆☆

The End-------------------ختم شد